نوکریاں اکثر ہاتھ آتی تھیں۔ ہر قسم کی ہندوستانی اشیا کی تجارت بکثرت تھی۔ ان عملداریوں کے خراب ہونے سے زیادہ افلاس اور محتاجی ہوتی جاتی تھی۔ ہمارے گورنمنٹ کی عملداری میں خوبیاں اور بھلائیاں بھی حد سے زیادہ تھیں۔ میں سب پر عیب نہیں لگاتا بقول شخصے (شعر)

عیب ے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو　　نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند

امن اور آسائش اور آزادی رستوں کا صاف ہونا ڈاکوؤں، رہزنوں، ٹھگوں کا نیست و نابود ہونا، سڑکوں کا آراستہ ہونا، مسافروں کی آسائش، بیوپاریوں کا مال دور دور بھیجنا، غریب اعلیٰ ادنیٰ کے خطوط کا دور دوست ملکوں میں برابر پہنچنا، خونریزی اور خانہ جنگی کا بند ہونا، زبردست سے زبردست کا زور اٹھنا اور اسی قسم کی بہت سی باتیں ایسی اچھی ہیں کہ کسی عملداری میں نہ ہوئی ہیں نہ ہوں گی مگر غور کرو کہ ان باتوں سے وہ مصیبت جس کا ہم ذکر کرتے ہیں، نہیں جاتی ایک اور بات دیکھو کہ یہ نفع عملداری کا جو مذکور ہوا کن لوگوں کو زیادہ تر تھا، اول عورتوں کو کہ سب طرح سے آسائش میں تھیں؛ خانہ جنگی میں اولاد کا مارا جانا، چور ٹھگوں کے ہاتھ سے لٹنا، عاملوں کے ہاتھ سے خاوندوں اور بچوں کا محفوظ رہنا اور ہزارہا طرح کے مصائب سے محفوظ نہیں پھر دیکھ لو کہ کس قدر خیرخواہ اور مداح سرکار کی عملداری کی نہیں۔ مہاجن اور تجارت پیشہ لوگ بہت آسائش سے تھے پھر ان میں سے کوئی بھی بدخواہ نہ تھا حاصل یہ کہ جن لوگوں کو عملداری سرکار سے نقصان نہیں پہنچا تھا ان میں سے کوئی بدخواہ نہیں ہوا۔

اصل چہارم

ترک ہونا ان امور کا ہمارے گورنمنٹ کی طرف سے جن کا بجالانا ہمارے گورنمنٹ پر ہندوستان کی حکومت کے لئے واجب اور لازم تھا

چہارم نہ کرنا ان باتوں کا جن کا کرنا گورنمنٹ پر واجب تھا

Fourthly neglect in matters which should have received consideration of Government.

جو مراتب کہ ہم اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ وہ ہمارے بعض حکام کے ناگوار طبع ہوں مگر ہم کو سچ لکھنا اور دل کھول کر کہنا اس مقام پر بہت ضرور ہے یہ وہ بات ہم کہتے ہیں کہ جس سے جنگلی وحشی جانور دام میں آتے ہیں، درندے رام ہوتے ہیں، انسان کی تو کیا حقیقت ہے کیا لارڈ بیکنز ایسیز کافی نہیں کہ ہم اس مقام پر دوستی اور محبت اور ربط اور اتحاد کے فائدہ بیان کریں۔ ہاں اتنی بات بیان کرنی ضرور ہے کہ آپس کی محبت اور ہمسایہ کی دوستی سے گورنمنٹ اور رعایا کی محبت بہت بڑھ کر ہے۔ دوست کو ایک شخص سے دوستی کرنی پڑتی ہے اور گورنمنٹ کو اپنی تمام رعایا سے محب اور محبوب صرف دو شخص ہوتے ہیں جو دلی ارتباط سے ایک گنے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کو تمام رعایا سے ایسا ارتباط پیدا کرنا پڑتا ہے کہ رعیت اور گورنمنٹ سب مل کر ایک تن ہو جائیں (شعر)

محبت اور اتحاد کا ہندوستانیوں سے نہ کرنا

Want of cordiality towards the Indians.

رعیت چو بیخ است و سلطاں درخت　　درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

کیا یہ بات ہندوستان میں ہمارے گورنمنٹ سے نہیں ہو سکتی تھی؟ کیوں نہیں ہو سکتی تھی اس لئے کہ ہم کو دن رات تجربہ ہوتا ہے کہ دو غیر ملک اور مختلف مذہب کے آدمیوں میں دلی اتحاد ہوتا ہے۔ اس صورت میں کہ وہ اتحاد کرنا چاہیں اور یہ

پاؤل کا خط ا، باب ۳، درس ۱۲

بھی دیکھتے ہیں کہ دو ہم قوم اور ہم مذہب اور ہم وطن آدمیوں میں کمال عداوت اور دشمنی ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ محبت او۔ اتحاد اور دوستی ہونے کو اتحاد مذہب اور ہم وطن اور ہم قوم ہونا ضرور نہیں کیا۔ پاؤل مقدس کی یہ نصیحت حکمت آمیز نہیں ہے کہ جیسے ہم تم سے محبت کرتے ہیں ویسا ہی خداوند تمہاری محبت آپس میں دوسروں کے ساتھ بڑھنے اور زیادہ ہونے دے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ صرف ا۔۔ پڑوسیوں اور ہم قوموں سے بلکہ سب سے یہاں تک کہ دشمنوں سے سچی محبت ہو اور وہ محبت اور مہربانی روز بروز بڑھتی جائے اور کیا مسیح مقدس کا یہ قول دل کو تسلی دینے والا نہیں ہے کہ جو کچھ تم جانتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، ویسا ہی تم بھی ان سے کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کی کتاب کا خلاصہ یہی ہے۔ مراد مسیح مقدس کی اس نصیحت سے محبت ہے غرض کہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ محبت اور اتحاد بہت عمدہ چیز ہے اور بہت اچھے اچھے نتیجہ دیتی ہے اور بہت سی برائیوں کو روکتی ہے۔ آج تک ہمارے گورنمنٹ نے یہ محبت ہندوستان کی رعایا کے ساتھ پیدا نہیں کی۔

یہ بھی ایک عام قاعدہ محبت کا جبلت انسانی بلکہ حیوانی میں بھی قدرتی پیدا کیا گیا ہے کہ اعلیٰ کی طرف سے ادنیٰ کی طرف محبت چلتی ہے۔ باپ کی محبت اپنے بیٹے کی طرف پہلے اس سے شروع ہوتی ہے کہ بیٹے کو باپ سے ہے۔ اسی طرح مرد کی محبت اپنی عورت کی طرف عورت کی محبت سے جو مرد کی طرف ہے۔ مقدم ہے۔ اسی بنا پر یہ بات ہے کہ ادنیٰ جو اعلیٰ سے محبت شروع کرے وہ خوشامد گنی جاتی ہے نہ محبت۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے گورنمنٹ کو اول چاہئے تھا کہ رعایا کے ساتھ محبت اور اتحاد کرنے میں تقدم کرتے پھر

'And the Lord make you to increase, and abound in love one toward another, and toward all men even as we do towards you.-- the first Epistic of Punjab the Apostle to the Theassalonians, Chapter iii Verse 12.

متی باب ۷، درس ۱۲

"Therefore all things what so ever you would that men should do to you, do ye even so to them, for this is the Law and the Prophets Mathew vii 12.

محبت کا یہ قاعدہ جو ہزارہا تجربہ سے حاصل ہوا ہے کہ خواہ مخواہ محبت دوسرے کی دل میں اثر کرتی ہے اور اپنی طرف کھینچ لاتی ہے۔ رعایا کے دل میں اثر کرتی اور رعایا اس سے زیادہ ہمارے گورنمنٹ کی محبت بلکہ فریفتہ ہو جاتی ہے (شعر)

عشق آں خانماں خرابے ہست　　کہ ترا آورد بخانۂ ما

مگر افسوس کہ ہمارے گورنمنٹ نے ایسا نہیں کیا۔

اگر ہماری گورنمنٹ دعویٰ کرے کہ یہ بات غلط ہے، ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ محبت کی اور نیکی کا بدلا بدی پائی تو اس کا انصاف ہم خود گورنمنٹ کے سپرد کریں گے۔ اگر یہ بات یوں ہی ہوتی تو رعایا کو بلاشبہ ہمارے گورنمنٹ کی محبت سے زیادہ محبت ہوتی بیشک محبت ایک دل کی چیز ہے جو کہے سے اور بنائے سے نہیں بنتی ظاہر میں بھی اگرچہ اس کے آثار پائے جاتے ہیں۔ الاسچ یہ ہے کہ نہ وہ بیان ہو سکتی ہے اور نہ نشان دی جاسکتی ہے مگر دل اس کو خوب جانتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ میں ایک ایسی سچی ترازو ہے کہ وہ کمی بیشی کو بھی پہچانتا ہے (شعر)

دل راز دل رہے است دریں گنبذ سپہر　　از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر

ہمارے گورنمنٹ نے اپنے آپ کو آج تک ہندوستانیوں سے ایسا الگ اور ان میل رکھا ہے جیسے آگ اور سوکھی گھاس ہمارے گورنمنٹ اور ہندوستانی پتھر کے دو ٹکڑے ہیں۔ سفید و کالے کہ الگ الگ پہچانے جاتے ہیں اور پھر ان دونوں میں ایک فاصلہ ہے کہ دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے حالانکہ ہمارے گورنمنٹ کو ہندوستان کی رعایا کے ساتھ ایسا ہونا چاہئے جیسے ابریکا پتھر کہ باوجود دو رنگ کے ایک ہوتا ہے۔ سفید رنگ میں سیاہ خال بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور سیاہی میں سفیدی عجب بہار دکھلاتی ہے۔

ہم ناانصافی کی بات نہیں کہتے۔ ہمارے گورنمنٹ کو بلاشبہ

پطرس خط ۲، باب ۱، درس ۷

"And to godliness brotherly kindness and to brotherly kindness charity." -- II Peter I.7.

عیسائیوں کے ساتھ ایک خاص محبت دینداری کی رکھنی چاہئے مگر ہم اپنے گورنمنٹ سے رعایا ہندوستان پر وہ برادرانہ محبت اور برادرانہ محبت پر وہ الفت چاہتے ہیں جس کی نصیحت پطرس مقدس نے کی ہے۔ اب غور کرو کہ ہمارے حکام اور ہندوستانیوں کا خون ایک نہ تھا، مذہب ایک نہ تھا، رسم و رواج ایک نہ تھا، دلی رضامندی رعایا کو نہ تھی، آپس میں محبت اور اتحاد نہ تھا، پھر کس بات پر ہمارے حکام ہندوستان سے وفاداری کی توقع رکھتے تھے۔

پچھلی عملداریوں میں جب تک ہندوستانیوں سے محبت نہ ہوئی آسائش نہ ہوئی

In ancient times as long as cordiality was not observed by the reigning powers, established.

ہندوستان کی پچھلی سلطنتوں کا حال دیکھو اول ہندوستان پر مسلمانوں نے فتح پائی، ترکوں اور پٹھانوں کی سلطنت میں ہندوستان کی رعایا سے محبت اور میل جول نہ ہوا جب تک آسائش اور آسودگی سلطنت نے صورت نہ پکڑی۔ مغلیہ کی سلطنت میں اکبر اول کے عہد سے یہ ملاپ بخوبی شروع ہوا اور شاہجہاں کے وقت تک بدستور رہا باوجودیکہ اس زمانہ میں بھی رعایا کو بے نظمی اصول سلطنت کے سبب تکلیفیں پہنچتی تھیں مگر وہ زخم مندمل ہو جاتا تھا۔ اس برادرانہ محبت سے جو آپس میں تھی۔ سنہ ۱۶۷۹ء میں یعنی عالم گیر کے عہد میں یہ محبت ٹوٹ گئی اور بسبب مقابلہ اور سرکشی قوم ہنود کے میل سیواجی مرہٹہ وغیرہ کے۔ عالم گیر جملہ قوم ہنود سے ناراض ہوا اور اپنے صوبہ داروں کے نام حکم بھیجے کہ جملہ قوم ہنود کے ساتھ سخت گیری پیش آئے اور ہر ایک سے جزیہ لے پھر جو مضرت اور ناراضی رعایا کو ہوئی وہ ظاہر ہے غرض کہ ہمارے گورنمنٹ نے سو برس کی عملداری میں بھی رعایا سے محبت اور الفت پیدا نہ کی۔

ہندوستانیوں کی بے توقیری

Treating the Indians with centempt.

اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ رعایا کو باعزت رکھنا اور ان کی تالیف کرنی یعنی ان کے دلوں کو ہاتھ میں رکھنا بہت بڑا سبب ہے پائیداری گورنمنٹ کا۔ تھوڑا ملے اور آدمی کی

عزت ہو تو وہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ بہت ملے اور تھوڑی عزت ہو، بے عزتی کرنی کسی کی ایسی بد چیز ہے کہ آدمی کے دل کو دکھاتی ہے۔ یہی چیز ہے کہ بغیر ظاہری نقصان پہنچائے عداوت پیدا کرتی ہے اور اس کا ایسا گہرا زخم ہوتا ہے کہ کبھی نہیں بھرتا (شعر)

جراحات السنان لها التيام ولا يلتام ما جرح اللسان

تالیف کی خاصیت اس کے برخلاف ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اس سے دشمن دوست ہوتا ہے اور دوستوں کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ بیگانہ یگانہ ہوتا ہے یہی چیز ہے کہ جس سے وحشی جنگل کے جانور چرند و پرند تابع دار ہوتے ہیں۔ پھر اگر رعایا کے ساتھ ہو تو وہ کس قدر مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ ابتدائے عملداری میں یہ چیز تھی کہ جس نے سب کے دلوں کو ہمارے گورنمنٹ کی طرف کھینچ لیا تھا۔ ایک دلی اطاعت پیدا کر دی تھی بیشک ہمارے گورنمنٹ ان باتوں کو بھول گئے بلاشبہ تمام رعایا ہندوستان کی اس بات کی شاکی ہے کہ ہمارے گورنمنٹ نے ان کو نہایت بے قدر اور بے وقر کر دیا ہے۔ ہندوستان کے اشراف آدمی کی ایک چھوٹے سے یورپین کے سامنے ایسی بھی قدر نہیں ہے جیسی کہ ایک چھوٹے یورپین کی ایک بہت بڑے ڈیوک کے سامنے یوں تصور کیا جاتا تھا کہ ہندوستان میں کوئی جنٹل مین نہیں ہے۔

حکام اضلاع کی سخت مزاجی اور بدزبانی

The ill tmper and uncourtly address of local authorities towards the natives.

یہ سب باتیں یعنی محبت اور الفت اور عزت اور تالیف رعایا کی گورنمنٹ کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے۔ بوسیلہ ان حکام متعہد کے جو ہمارے گورنمنٹ کی طرف سے ہندوستان میں کار پردازی اور رعایا سے معاملہ اور میل جول اور ملاقات رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ کا ارادہ کیسا ہی نیک ہو، وہ کبھی ظاہر نہ ہوگا۔ جب تک کہ یہ لوگ اس کے ظاہر کرنے پر کمر نہ باندھیں اگلے

حکام متعہد کے عادات اور روش اور اخلاق بہت برخلاف تھے۔ حال کے حکام متعہد سے وہ پہلے لوگ بہت عزت کرتے تھے۔ ہندوستانیوں کی ہر طرح سے خاطرداری سے پیش آتے تھے۔ ان کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ دوستانہ ان کے رنج و راحت کے شریک ہوتے تھے باوجودیکہ وہ بہت بڑی سرداری اور حکومت ہندوستان میں رکھتے تھے اور تحشم اور رعب اور دبدبہ جو شایان حکومت ہے' وہ بھی ہاتھ سے نہ دیتے تھے۔ پھر ایسی محبت اور عزت ہندوستانیوں کی کرتے تھے کہ ہر ایک شخص مل کر ان کے اخلاق اور ان کی محبت کا فریفتہ ہو جاتا تھا اور تعجب سے کہتا تھا کہ یہ کیسے اچھے لوگ ہیں کہ باوصف اس حشمت و شوکت اور حکومت کے بے غرور ہیں اور کس طرح اخلاق سے ملتے ہیں۔ ہندوستان میں جو لوگ بزرگ گنے جاتے تھے' ان سے اسی طرح پیش آتے تھے۔ بیشک ان لوگوں نے پطرس مقدس کی پیروی کی تھی اور برادرانہ محبت اور اس برادرانہ محبت پر الفت بڑھائی تھی۔ حال میں جو حکام متعہد ہیں' ان میں سے اکثروں کی طبیعتیں اس کے برعکس ہیں۔ کیا ان کے غرور اور تکبر نے تمام ہندوستانیوں کو ان کی آنکھوں میں ناچیز نہیں کر دیا ہے۔ کیا ان کی بدمزاجی اور بے پروائی نے ہندوستانیوں کے دل میں بیجا دہشت نہیں ڈالی ہے۔ کیا ہمارے گورنمنٹ کو نہیں معلوم ہے کہ بڑے سے بڑا ذی عزت ہندوستانی حکام سے لرزاں اور بے عزتی کے خوف سے ترساں نہ تھا اور کیا یہ بات چھپی ہوئی ہے کہ ایک اشراف اہلکار صاحب کے سامنے مثل پڑھ رہا ہے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر باتیں کرتا ہے اور صاحب کی بدمزاجی اور سخت کلامی بلکہ دشنام دھی سے دل میں روتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے افسوس روٹی اور کہیں نہیں ملتی۔ اس نوکری سے تو گھاس کھودنی بہتر

پطرس خط ۲' باب ۱' درس ۷

"And to godliness brotherly kindness and to brotherly kindness, charity" --- II Peter v.7.

ہے۔ میں سب حکام پر یہ الزام نہیں لگاتا بیشک ایسے بھی حکام ہیں کہ ان کی محبت اور ان کے اخلاق اور اوصاف سب میں مشہور ہیں اور تمام ہندوستانی ان کو چاند اور سورج کی طرح پہچانتے ہیں اور ان کو اگلے حکام کا نمونہ سمجھتے ہیں اور حقیقت میں وہ اسی نصیحت پر چلتے ہیں جو مسیح مقدس نے شمعون مقدس اور اندریا کو فرمائی تھی جبکہ وہ دریا میں مچھلیوں کے شکار کو جال ڈالتے تھے کہ میرے پیچھے چلے آؤ میں تم کو آدمیوں کا شکار کرنے والا بناؤں گا۔ انہوں نے اپنی نیک خصلت سے رعایا کو اپنی محبت کے جال میں کھینچ لیا ہے۔ ان حاکموں نے اپنی حکومت کا رعب بھی رکھا ہے اور پھر بیجا غرور بھی رعایا کے ساتھ نہیں کیا اور وہی مبارکی حاصل کی جو مسیح مقدس نے فرمائی تھی۔ مبارک ہیں جو دل میں بے غرور ہیں اس لئے کہ آسمان کی بادشاہت انہی کی ہے۔ ان حاکموں نے اپنا حلم انصاف والا سب رعایا کو جتایا اور زمین پر حکومت کی جیسا کہ یسوع مقدس نے فرمایا تھا۔ مبارک وہ ہیں جو حلیم ہیں۔ اس لئے کہ زمین کے وارث ہوں گے۔ ان حکموں نے اپنی روشنی عیسا مسیح کے قول بموجب اسی طرح رعایا کو دکھائی کہ تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے ویسی ہی چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے' شکر کریں۔ اس قسم کے حاکم اگرچہ کم تھے مگر جہاں تھے عزیز تھے۔

متی باب ۴' درس ۱۹

"And he saith unto them, Follow me, and I will make you fishers of men." -- mathew iv. 19.

متی باب ۵' درس ۳'

"Blessed are the poor in spirit; for theirs is the kingdom of heavean." --Mathew v.3.

متی باب ۵' درس ۵

"Blessed are the meek, for they shall inherit the earth." --- Mathew v.5.

"Let your light so shine before men that they may see your good works and gloryfy your Father which is in heaven." --Mathew v.16.

اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ باتیں ہر ایک قوم کے لوگوں کو ناگوار تھیں مگر مسلمانوں کو بہت زیادہ گراں گزرتی تھیں۔ اس کا سبب بہت روشن ہے کہ صدہا سال سے مسلمان ہندوستان میں بھی باعزت چلے آتے ہیں۔ ان کی طبیعت اور جبلت میں ایک غیرت ہے۔ دل میں لالچ روپیہ کی بہت کم ہے۔ کسی لالچ سے عزت کا جانا نہیں چاہتے۔ بہت تجربہ ہوا ہو گا کہ اور

مسلمانوں کو یہ باتیں زیادہ ناگوار تھیں اور اس کا سبب

The ill treatment more repugnant to the feelings of the Mahomedans and their causes.

قوم میں جو باتیں بغیر رنج کے اٹھا لیتے ہیں، مسلمانوں کو اس سے بھی ادنیٰ بات کا اٹھانا نہایت مشکل ہوتا تھا۔ ہم نے مانا کہ مسلمانوں میں یہ خصلتیں بہت بری ہی سہی مگر مجبوری ہے۔ خدا نے جو طبیعت بنائی ہے وہ بدلی نہیں جاتی اس میں مسلمانوں کی بدبختی سہی مگر کچھ قصور نہیں۔ یہی رنج تھے جن کے باعث تبدل عملداری کو دل چاہتا تھا۔ سرکار کے برخلاف خبریں سن کر دل خوش ہوتا تھا مگر افسوس یہ ہے کہ ہمارے گورنمنٹ کو مسلمانوں کی بھلائی سے اغماض نہ تھا۔ ان کی لیاقت اور تعلیم ان کا ادب سب پیش نظر تھا مگر یہ لوگ اس سے بے خبر تھے اور ہمارے گورنمنٹ کا ارادہ اور دلی نیت حکام کے وسیلہ سے ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

ہندوستانیوں کی ترقی کا نہ ہونا اور لارڈ بنٹنک نے جو ترقی کی وہ کافی نہ تھی

Exclusion of natives from prmotion to high appointments, Lord Bentinck's system of employing natives in high grades of service an inadequate one.

اہل ہند علی الخصوص مسلمانوں کی ناراضی کا بڑا سبب یہ تھا کہ اعلیٰ عہدجات پر ترقی بہت کم تھی۔ بہت ہی کم زمانہ گزرا ہے کہ یہ لوگ تمام ہندوستان میں معزز تھے، بڑے بڑے عہدے پاتے تھے۔ ان کا عزم اور ان کا ارادہ اب بھی ویسا ہی تھا اسی طرح اپنی قدر منزلت کی ترقی چاہتے تھے اور ظاہر میں کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ابتدائے عملداری سرکار میں جو لوگ خاندانی اور معزز تھے۔ وہ منتخب ہو کر معزز عہدے پاتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ بات نہ رہی اس میں کچھ شک نہیں کہ ان لوگوں میں چنداں لیاقت نہ تھی۔ اس لئے امتحان کا قاعدہ ہماری رائے میں کسی طرح قابل الزام کے نہیں اور نہ درحقیقت کسی کو اس کا رنج ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ امتحان سے عمدہ اہلکار ہاتھ آئے مگر ایسے ایسے لوگ ان معزز عہدوں پر مقرر ہو گئے جو ہندوستانیوں کی آنکھوں میں نہایت بے قدر تھے۔ سرٹیفکیٹ ملنے میں خاندانی اور ذی عزت ہونے کا بہت کم لحاظ رہا جس قدر

ہندوستانیوں کی ترقی لارڈ بنٹنک صاحب بہادر نے کی اس سے زیادہ پھر نہیں ہوئی۔ کچھ شک نہیں ہے کہ وہ ترقی بسبب قلت عہدجات کے نہایت ناکافی تھی۔ بڑے بڑے اعلیٰ حکام اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جیسی ترقی ہندوستانیوں کی چاہئے تھی ویسی نہیں ہوئی۔

بادشاہانہ دربار کا نہ ہونا

The not holding of Durbars by the Govenor General of India, and not conferring on Indians the rank and honors due to merit, according to the usage of former Emperors.

اہل ہند کو قدیم عادت تھی کہ اپنے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ بادشاہ کی شان اور شوکت اور تجمل اور تحشم دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ ایک قاعدہ جبلت انسانی میں پڑا ہے کہ اپنے بادشاہ اور مالک سے مل کر دل خوش ہوتا ہے۔ یہ بات جانتا ہے کہ یہ ہمارا بادشاہ اور ہمارا مالک ہے ہم اس کے تابع اور رعیت ہیں علی الخصوص اہل ہند کو قدیم سے اس کی عادت پڑی ہوئی تھی۔ جواب مدت سے نایاب تھی۔ نواب گورنر جنرل بہادر اگرچہ دورہ میں دربار کرتے تھے مگر ہندوستانیوں کی مراد تک پورا نہ تھا۔ لارڈ آکلنڈ اور لارڈ الن برا صاحب بہادر نے البتہ شاہانہ دربار کئے۔ شاید ولایت میں یہ طریقہ کچھ ناپسند ہوا ہو مگر حق یہ ہے کہ ہندوستان کے حالات کے نہایت مناسب تھا بلکہ اب بھی جیسا چاہئے تھا ویسا نہ ہوا تھا۔ خدا ہمیشہ ہماری ملکہ معظمہ وکٹوریا کا حافظ ہے، خدا ہمیشہ ہمارے ناظم مملکت ہند نائب مناب ملکہ معظمہ اور گورنر جنرل بہادر ہندوستان کا حافظ ہے۔ ہم کو امید ہے کہ اب کوئی آرزو اہل ہند کی بے پوری ہوئے باقی نہ رہے گی۔

لارڈ آکلنڈ اور لارڈ الن برا صاحب بہادر نے جو دربار کئے وہ بہت ہی مناسب تھے

The observation of these rules by Lord Auckland and Lord Ellenborough a very proper one.

سچ ہے کہ حقیقی بادشاہت خدا تعالیٰ کو ہے جس نے تمام عالم کو پیدا کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حقیقی سلطنت کا نمونہ دنیا میں بادشاہوں کو پیدا کیا ہے تاکہ اس کے بندے اس نمونہ سے اپنے حقیقی بادشاہ کو پہچان کر اس کا شکر ادا کریں۔ اس لئے بڑے بڑے حکیموں اور عقلمندوں نے یہ بات ٹھہرائی ہے کہ جیسا کہ اس حقیقی

بادشاہ کی خصلتیں داد و دہش اور بخشش اور مہربانی کی ہیں، اسی کا نمونہ ان مجازی بادشاہوں میں بھی چاہئے۔ یہی بات ہے کہ جس کے سبب بڑے بڑے عقلمندوں نے بادشاہ کو ظل اللہ ٹھہرایا ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح خداوند تعالیٰ کی بے انتہا بخشش اور انعام اپنی ساری رعیت کے ساتھ چاہئے اگرچہ ابتدا میں یہ بات خیال میں آتی ہے کہ ذرا ذرا سی بات میں انعام و اکرام دینا بے فائدہ خزانہ کا خالی کرنا ہے مگر یہ بات یوں نہیں بلکہ انعام و اکرام سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ رعیت کو اپنے بادشاہ کی محبت بڑھتی ہے۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ الانسان عبیدالاحسان اس لئے تمام رعیت اپنے بادشاہ کا انعام و اکرام دیکھ کر خواہ مخواہ دلی محبت پیدا کرتی ہے اور اچھی اچھی خدمت گزاریوں اور خیرخواہیوں کا حوصلہ رکھتی ہے۔ تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اگلی عملداریوں میں یہ بات بہت رائج تھی۔ ہر ہر طرح سے انعام و اکرام رعایا کو اور سرداروں کو ملتا تھا۔ بڑے بڑے قیمتی خلعت اور عمدہ عمدہ تحفہ اور نقد روپیہ اور زمین جاگیر انعام میں ملتی تھی، خاندانی آدمی خطاب پاتے تھے۔ ہم چشموں میں عزت پیدا کرتے تھے۔ ان کے دل میں بڑے بڑے حوصلہ آتے تھے اور ہندوستان کی رعایا اس بات کو بہت پسند کرتی تھی بلکہ صدہا سال سے اس کے عادی ہو رہے تھے۔ ہمارے گورنمنٹ نے یہ سلسلہ بالکل موقوف کر دیا تھا۔ کسی شخص کو رعیت میں سے اس قسم کے ظاہری انعام و اکرام کی توقع نہیں رہی تھی اور اسی باعث سے تبدل عملداری کو ان کا دل چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب کبھی انزبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ٹھیکہ ختم ہونے اور ملکہ معظمہ کی عملداری ہونے کی خبر سنتے تھے تو خوش ہوتے تھے۔ اگلے بادشاہوں کے عہد میں انعام و اکرام دو قسم کا ہوتا تھا، ایک وہ جو بادشاہ اپنی عیاشی اور اپنی ناپسندیدہ خصلتوں کے پالنے میں خرچ

کرتا تھا۔ یہ بات درحقیقت ناپسندیدہ تھی اور ہندوستانی بھی اس کو ناپسند کرتے تھے بلکہ پاجیوں اور غیر مستحقوں کے انعام سے ناراض ہوتے تھے۔ دوسری قسم کا انعام وہ تھا کہ جو بادشاہ اپنے خیرخواہ نوکروں اور فتح نصیب سرداروں اپنی رعیت کے علماء اور صلحا اور فقرا اور شعرا اور خانہ نشینوں اور بے رزقوں کو دیتا تھا۔ اس قسم کے انعام کی سب خواہش رکھتے ہیں اور اسی کے نہ ہونے سے ناراض ہیں یہ بھی سچ ہے کہ ان باتوں سے رعایا کم ہمت اور آرام طلب ہو جاتی ہے اور محنت کش اور قوت بازو سے روٹی کمانے والی نہیں رہتی۔ اس لئے بادشاہ کو اس قسم کے انعام سے قطع نظر کرکر دوسری قسم کا انعام یعنی آزادی دینا بہتر ہے تاکہ ان کو خود روٹی کمانے کی گنجائش ملے یہ بات سچ ہے مگر یہ انعام اس وقت جاری ہو سکتا ہے جبکہ رعایا آسودہ اور تربیت یافتہ ہو، نہ یہ کہ وحوش سیرتوں کی ناک میں سے نکیل نکال کر بے آب و دانہ جنگل میں ہانک دیں کہ خود دانہ و پانی ڈھونڈ لو ان کا انجام کیا ہوگا بجز اس کے کہ یا مر جائیں گے یا وہی وحشیوں کی سی حرکتیں کریں گے جس سے ہماری مراد ہندوستان کے یہ سرکشی ہے۔

جس قدر اصلی سرکشی ہندوستان میں ہوئی اس سے زیادہ دکھائی دی

The facts of the rebellion in India appeared more serious to the authorities than they in reality were, --their causes.

غصہ ایک ایسی چیز ہے کہ معاملات کی اصلیت کو آنکھ سے چھپا دیتا ہے۔ طبیعت انتقام اور سیاست کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ سچ ہے کہ جو وارداتیں ہندوستان میں سنہ ۱۸۵۷ء میں پیش آئیں اسی لائق تھیں کہ ہمارے حکام کو جس قدر غصہ آئے اور جس قدر انتقام اور سیاست کریں سب بجا ہے مگر ہندوستان کی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ درحقیقت کس قدر سرکشی ہندوستان میں اصلی تھی اور کیوں اس قدر بڑھ گئی اور کیوں اس قدر دکھائی دی اور بدنصیب مسلمان کیوں زیادہ مفسد بعض اضلاع میں دکھائی دیئے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ صدہا سال سے عملداری

ہندوستان میں تزلزل تھا۔ رعایا ہندوستان کو یہ موروثی عادت تھی کہ جب کوئی امیر یا سردار یا بادشاہ زادہ قابو یافتہ ہوا، اس کے ساتھ ہزاروں آدمی جمع ہو گئے۔ اس کی نوکری کو اس کی طرف سے عالی کو اس کی طرف سے انتظام کو کسی طرح اپنا قصور نہیں سمجھتے تھے۔ ہندوستان میں یہ ایک مثل مشہور ہے کہ نوکری پیشہ کا کیا قصور جس نے نوکر رکھا، تنخواہ دی، اس کی نوکری کی البتہ جب سردار اٹھایا جائے اور اس کی جگہ دوسرا سردار قائم ہو، اس کی اطاعت نہ کرنے کو قصور سمجھتے تھے۔ ہندوستان کے امیروں اور سرداروں کا علی الخصوص ان کا جو قبل عملداری سرکار ہندوستان پر مسلط تھے اور جس کے سبب ہندوستان طوائف الملوک ہو رہا تھا، یہی عادت تھی کہ ملازمین سیف اور قلم سے کسی طرح کی مزاحمت نہ کرتے تھے۔ وہی عادت تمام ہندوستان کے لوگوں کو پڑی ہوئی تھی۔ جب ہندوستان میں مفسدوں نے سر اٹھایا اور لوگوں کو نوکر رکھنا چاہا، ہزارہا آدمی جو روٹی سے محتاج اور نوکریوں کے خواہش مند تھے، جاکر نوکر ہوئے۔ سب کہتے تھے کہ ہمارا کیا قصور ہے، ہم تو نوکری پیشہ ہیں۔ عام رعایا میں سے بہت سے لوگ اس اپنی قدیمی عادت سے کہ اب جو سردار ہے اس کی اطاعت کریں، ہم تو رعیت ہیں جو زبردست ہے اس کے تابع ہیں۔ باغیوں کے تابع ہو گئے۔ بہت سے اہلکاران سرکاری یہ سمجھے کہ باغیوں سے ظاہرداری کرکر جان بچائیں اور جب سرکار کا تسلط ہو پھر سرکار کے تابع ہوں۔ وہ بھی مجرم ہو گئے حالانکہ کچھ شک کا مقام نہیں ہے کہ وہ دل سے سرکار کے تابع تھے۔ اکثر لوگوں اور اہلکاروں سے دفعتاً مجبوری خواہ نادانی خواہ مقتضائے بشریت کوئی بات ہو گئی انہوں نے خیال کیا کہ اب ہمارے اس قصور اتفاقیہ یا مجبورانہ یا جاہلانہ سے سرکار درگزر نہیں کرنے کی

زبور ۱۴۳ ورس ۲

"And enter not into judgment with. they servant, for tin they sight shall no man living be justified." -- -- psalm exl iii.2.

زبور ۵۱ ورس ۱، ۲

"Have mercy upon me O'God according to they loving kindness: according unto the multitude of they tender mercies, blot out my transgressions," (2) "Wash me thoroughly from mine iniquity, and cleasnse me from my sin." --Psalm li,--land 2.

اور سزا دے گی۔ اس خوف اور ڈر سے لاچار باغیوں کے ساتھ جا شامل ہوئے۔ بہت سے آدمیوں نے درحقیقت کچھ نہیں کیا تھا مگر بخوف اور ببسب اور خیالات چند در چند باغیوں میں مل گئے۔ بہت لوگوں نے اس زمانہ میں وہ باتیں کیں جن باتوں کو وہ لوگ اپنے ذہن اور اپنی سمجھ میں جرم مخالف سرکار نہیں سمجھتے۔ اگر تمام ہندوستان کے حالات بغاوت پر نظر کی جائے گی تو ہم کو یقین ہے کہ دونوں قومیں جو ہندوستان میں بستی ہیں، برابر بلکہ ایک سے زیادہ ایک اور ایک سے زیادہ ایک اس فساد میں مفسد نظر پڑیں گی اور اس کے اثبات پر تمام حالات ہندوستان کے گواہ موجود ہیں مگر جن اضلاع میں مسلمان زیادہ تر مفسد دکھائی دیئے اس کا سبب صرف یہی نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ دہلی کی سلطنت پر مسلمان بادشاہ نے دعویٰ کیا تھا اور درحقیقت مسلمان اس قدر مفسد ہوئے تھے جیسا کہ نظر پڑے نہیں حکام کا مزاج دفعتاً ان باتوں سے جو ظاہر میں مسلمانوں سے ہوئیں، ناراض ہو گیا۔ ان کے مخالفوں کو بڑی گنجائش ہو گئی۔ خود غرضانہ باتیں پیش کرنے کو تھوڑی بات کو بہت بڑھا کر کہا۔ ادھر حکام کو زیادہ ناراضی ہوئی ادھر مسلمانوں کو زیادہ تر خوف اور مایوسی ہوئی اور اپنی تقدیر سے جتنے تھے اس سے زیادہ مفسد دکھائی دیئے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پانچویں قسم کی بغاوت مسلمانوں میں بہت تھی اور وہ تبدل عملداری کے خیال سے بہت خوش ہوتے تھے جس کا سبب ہم ایک مقام پر بیان کرتے آئے ہیں بایں ہمہ ہماری گورنمنٹ پر مخفی نہ ہو گا کہ استحصال پر بھی جانبازی کی خیرخواہیاں اس ہنگامہ میں کس سے زیادہ ظہور میں آئی ہیں۔ خدا کے آگے جس کو حقیقی بادشاہت ہے اور دنیا کے بادشاہوں کے آگے جن کو مجازی سلطنت خداوند نے عطا کی ہے، سب گنہگار ہیں۔ سچ فرمایا داؤد

مقدس علیہ السلام نے کہ اے خداوند اپنے بندے سے حساب نہ لے کیونکہ کوئی جاندار تیرے حضور بے گناہ ٹھہر نہیں سکتا۔ اے خدا اپنے کامل کرم سے مجھ پر رحم کر اور اپنے رحموں کی فراوانی سے میرے گناہ مٹا دے۔ مجھے میری برائی سے خوب دھو اور مجھے میرے گناہ سے پاک کر۔ آمین! خدا ہمیشہ ہماری ملکہ معظمہ وکٹوریا کا حافظ ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتا خوبی اس پر رحم اشتہار کی جو ہماری ملکہ معظمہ نے جاری کیا بے شک ہماری ملکہ معظمہ کے سر پر خدا کا ہاتھ ہے بیشک یہ پر رحم اشتہار الہام سے جاری ہوا ہے۔ ہندوستان کا بہت قدیم قاعدہ چلا آیا ہے کہ جب دارالسلطنت پر کوئی بادشاہ خواہ ازروئے استحقاق کے اور خواہ بغیر استحقاق کے قائم ہوا۔ سب سردار ملکوں کے اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس ہنگامہ میں بھی یہی ہوا کہ جب دلی کا بادشاہ تخت پر بیٹھا اور ملکوں میں خبر پہنچی کہ دلی کے بادشاہ نے تخت سنبھالا سب نے بادشاہ کی طرف رجوع کی جبکہ دلی کا بادشاہ پکڑا گیا اور وہ دارالسلطنت ہمارے گورنمنٹ کے قبضہ میں آیا سب کو یقین تھا کہ جملہ مفسد جنھوں نے سر اٹھایا ہے، اطاعت کریں گے شاید فوج باغی کے لوگ رہ جاتے مگر یہ امر جو ظہور میں نہ آیا اس کا سبب لکھنا ہم اپنی اس رائے میں ضروری نہیں سمجھتے۔

ملکہ معظمہ کا اشتہار نہایت قابل تعریف ہے بلکہ خدا کے الہام سے جاری ہوا ہے۔

The promulgation of Her Majesty's Proclamation highly commendable, indeed, may be said to have originated under divine inspiration.

اصل پنجم

بدانتظامی اور بے اہتمامی فوج

پنجم بدانتظامی و بے اہتمامی فوج

ہمارے گورنمنٹ کا انتظام فوج ہمیشہ قابل اعتراض کے تھا۔ فوج انگلشیہ کی کمی ہمیشہ اعتراض کی جگہ تھی۔ جبکہ نادر شاہ نے خراسان پر فتح پائی اور ایران اور افغانستان دو مختلف ملک اس

کے قبضہ میں آئے۔ اس نے برابر کی دو فوجیں آراستہ کیں۔ ایک ایرانی قزلباشی دوسری افغانی جب ایرانی فوج کچھ عدول حکمی کا ارادہ کرتی تو افغانی فوج اس کے دبانے کو موجود تھی اور جب افغانی فوج سرتابی کرتی تو قزلباشی اس کے تدارک کو موجود ہوتی۔ ہمارے گورنمنٹ نے یہ کام ہندوستان میں نہیں کیا۔ ہم نے مانا کہ ہندوستانی فوج سرکار کی بڑی تابعدار اور خیرخواہ اور جانثار تھی مگر یہ کہاں سے عہد ہو گیا تھا کہ کبھی اس فوج کے خلاف مرضی حکم نہ ہوگا اور کسی حکم سے یہ فوج آزردہ خاطر نہ ہوگی۔ پھر درصورت ناراض ہو جانے اس فوج کے جیسا کہ ہوا کیا راہ رکھی تھی ہمارے گورنمنٹ نے جس سے اس تمردی کا رفع دفع فی الفور ہو سکتا۔

Fiftyly,--- The iusubordinate state of the Indian forces.

فوج انگلشیہ کی کمی

The paucity of the English forces.

یہ بات سچ ہے کہ ہمارے گورنمنٹ نے ہندو مسلمان دونوں قوموں کو جو آپس میں مخالف ہیں، نوکر رکھا تھا مگر بسبب مخلوط ہو جانے ان دونوں قوموں کے ہر ایک پلٹن میں یہ تفرقہ نہ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایک پلٹن کے جتنے نوکر ہیں، ان میں بسبب ایک جگہ رہنے کے اور ایک لڑی میں مرتب ہونے کے آپس میں اتحاد اور ارتباط برادرانہ ہوتا جاتا تھا۔ ایک پلٹن کے سپاہی اپنے آپ کو ایک برادری سمجھتے تھے اور اسی سبب سے ہندو مسلمان کی تمیز نہ تھی۔ دونوں قومیں آپس میں اپنے آپ کو بھائی سمجھتی تھیں۔ اس پلٹن کے آدمی جو کچھ کرتے تھے سب اس میں شریک ہو جاتے تھے۔ ایک دوسرے کا حامی اور مددگار ہوتا جاتا تھا۔ اگر انہیں دونوں قوموں کی پلٹن اس طرح پر آراستہ ہوتیں کہ ایک پلٹن نری ہندوؤں کی ہوتی جس میں کوئی مسلمان نہ ہوتا اور ایک پلٹن نری مسلمانوں کی ہوتی جس میں کوئی ہندو نہ ہوتا تو یہ آپس کا اتحاد اور برادری نہ ہونے پاتی اور وہی تفرقہ قائم رہتا اور میں

مسلمانوں اور ہندوؤں کو مخلوط کر کر پلٹنوں میں نوکر رکھنا

The employment of Hindoos and Mahomedans in the same regiment.

مسلمانوں کی جدا پلٹن ہوتی تو شاید مسلمانوں کو کارتوس کاٹنے میں عذر نہ ہوتا

If these two castes formed distinct Regts. Perhaps the Mahamedan would not have objected to the use of the new crtridges.